© rasailojaraid.com

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ متعدد بار حاجی صاحب مرحوم کے کئی روز تک اپنے رفقاء سمیت مہمان رہے ہیں۔ بہت مہمان نواز اور خدمت گذار بزرگ تھے۔ راقم الحروف بھی متعدد بار ان کی میزبانی سے فیض یاب ہوا ہے۔ ان کا تقاضا ہوتا تھا کہ جب بھی مری کے علاقہ میں حاضری ہو، قیام ان کے ہاں ہو جس کی بعض مواقع پر تعمیل بھی ہوتی رہتی تھی اور وہ بہت دعاؤں سے نوازتے رہے ہیں۔

o جمعیۃ اشاعت التوحید والسنہ پاکستان کے امیر مولانا محمد طیب طاہری کے جواں سال فرزند یمان طیبی گذشتہ دنوں ٹریفک کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جواں سال بیٹے کی حادثاتی موت ماں باپ اور اہل خاندان کے لیے جس دہرے صدمے کا باعث ہوتی ہے، اس کی شدت کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں۔ اس صدمہ میں ہم مولانا محمد طیب طاہری اور ان کے خاندان کے ساتھ شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت شہید نوجوان کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور اپنے خاندان کے لیے اجر و ذخر بنائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی حسنات کو قبول فرمائیں، سیئات سے درگذر کریں، ان کے درجات جنت میں بلند سے بلندتر فرمائیں اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین ثم آمین (ابو عمار)

بھارتی وزیر اعظم کا دورۂ پاکستان

علاقائی امن اور ممالک کے مابین دوستانہ تعلقات، اس خطے کی ضرورت ہیں۔ سیاست دانوں اور افواج اور انتہا پسند پریشر گروپس کی نہ سہی، عوام کی بہرحال ضرورت ہیں۔ انسانی قدریں بھی اسی کا تقاضا کرتی ہیں اور مسلمانوں کی مذہبی و دعوتی ذمہ داریاں بھی۔

تنازعات پرامن تعلقات کی راہ میں رکاوٹ ہوا کرتے ہیں۔ تاہم پرامن تعلقات کی طرف بڑھنے کو تنازعات کے پیشگی حل سے مشروط کرنا ایک غیر عملی سوچ ہے۔ تاریخ کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ اگر آپ کے پاس طاقت سے تنازع کو حل کرنے کا آپشن موجود نہیں تو پھر پہلے وہ سازگار ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس میں فریقین کے پاس سیاسی لین دین کی گنجائش اور لچک موجود ہو۔

پاکستان اور بھارت، طاقت کے راستے سے تنازعات کے حل کا آپشن بار بار آزما چکے ہیں اور اب یہ طریقہ واضح طور پر ''نو آپشن'' کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ مذاکرات اور سیاسی مکالمہ کے ذریعے سے حل تلاش کرنے کے لیے جس ماحول کی ضرورت ہے، بدقسمتی سے موجودہ صورت حال میں وہ میسر نہیں۔ سو اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ تنازعات کو اپنی جگہ تسلیم کرتے ہوئے وہ ماحول بنانے کی کوشش کی جائے جس میں خطے کی عمومی ذہنی فضا خود یہ تقاضا کرے کہ تنازعات کا تصفیہ کیا جائے (اور تقاضا نہ بھی کرے تو کم سے کم اس کی راہ میں حائل نہ ہو)۔

سازگار ماحول بنانے کے لیے ان دائروں میں باہمی تعلقات کو آگے بڑھانا ہوگا جن میں دونوں ملکوں کے مفادات مشترک ہیں۔ پون صدی سے جاری دائرے کے سفر سے اگر باہر نکلنا ہے تو یہ قدم اٹھانا ناگزیر ہے۔ اس حوالے سے کسی بھی امید افزا پیش رفت کا خیر مقدم کرنا ہمارے نزدیک سیاسی فکر کی پختگی کی علامت ہے۔ خطے کی تاریخ اہل سیاست اور اہل صحافت، دونوں سے مثبت اور تعمیری کردار کی توقع کر رہی ہے۔ (عمار ناصر)

© rasailojaraid.com